ہمارا دل رحمٰن کی حمد سے معمور ہے
ختم ہونے والا جلسہ بہت بابرکت جلسہ تھا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍جنوری ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا دل اپنے ربّ رحمٰن کی حمد سے اور شکر سے معمور ہے۔ اس نے وقت سے بھی پہلے یہ بشارت دی تھی اور بہت سے دوستوں کو خوابوں کے ذریعہ یہ بتایا تھا کہ یہ ہمارا جلسہ سالانہ جو ابھی چند دِن ہوئے ختم ہوا ہے وہ بہت بابرکت جلسہ ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور اس کی رحمتوں کو خاص طور پر احمدی بھائیوں نے آسمان سے نازل ہوتے دیکھا یا محسوس کیا۔

ہمارے زمیندار بھائی اپنے احساسات کا اظہار علماء کی طرح تو نہیں کر سکتے اور نہ وہ کرتے ہیں لیکن اپنے بیان میں وہ بڑے زندہ محاورے استعمال کر جاتے ہیں۔ بیسیوں احمدی زمینداروں نے اس تأثر کا اظہار کیا کہ جلسہ پر جو دیکھا جو سُنا وہ تو ٹھیک تھا دیکھا بھی اور سُنا بھی لیکن احساس یہ تھا کہ جیسے آسمان سے اللہ تعالیٰ کی برکت نازل ہو رہی ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کی برکتوں کے متعلق احمدی بھائیوں اور بہنوں کو بہت سی خوابیں دکھائیں اور یہ بتایا کہ یہ جلسہ بڑی رحمتوں اور برکتوں والا جلسہ ہوگا۔ ان میں سے ایک خواب جو ہماری ایک بہن کی ہے وہ دوستوں کو میں سُنا دیتا ہوں چٹا گانگ سے ہمارے بھائی عبدالرحیم صاحب یونس مع اہلیہ کے آئے ہوئے ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ نے ایک خواب دیکھی جو انہوں نے مجھے لکھ کر بھجوائی اس کا پہلا حصّہ زیادہ تر ان کی ذات سے تعلق رکھتا

ہے اسے میں نے چھوڑ دیا ہے اللہ تعالیٰ ہر شکل میں ان کے لئے اس حصّہ کو بھی بابرکت کرے جس حصّہ کا جماعت سے اور اس جلسہ سے تعلق ہے اس حصّہ کو میں سُنا دیتا ہوں وہ لکھتی ہیں:۔

’’اتنے میں میری نظر اُٹھی تو دیکھا کہ مُجھ سے کچھ فاصلے پر ایک بزرگ ہستی تشریف فرما ہیں۔ میرے قریب کھڑی ایک بہن نے مجھے بتایا کہ حضرت اماں جانؓ ہیں یہ سُنکر میں خوشی خوشی آگے بڑھی اور قریب گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ ہستی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ہیں۔‘‘ یعنی پہلے نُصرت جہاں پھر مبارکہ بیگم ناموں کی تعبیر ہوتی ہے۔

’’میں قریب بیٹھ گئی تو وہ کہنے لگیں کہ آج میری ملاقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ میں امسال جلسہ پر آنے والوں سے بہت خوش ہوں اور میں نے ان سب کے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور بہت دُعائیں کررہا ہوں۔‘‘ دوستوں نے اس قسم کی بہت سی خوابیں دیکھی تھیں۔

یہ تقریر کے متعلق بھی بعض دوستوں نے خواب دیکھی کہ اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرے گا اور اپنی رحمت سے اس مضمون کو تیار کردے گا اور ساتھ یہ بھی دیکھا کہ جو منافق الٰہی سلسلوں کے بیچ میں ہوتے ہیں ان میں سے ایک آدھ یہ اعتراض بھی کریں گے کہ یہ بھی کوئی تقریر ہے۔ پس یہ چیزیں بعض چھوٹی چھوٹی خوابوں میں اس لئے آجاتی ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ نفس کی خواب نہیں۔ بعض ایسی چیزیں ہیں جن کو نفس سوچتا ہی نہیں مثلاً جو پیار کرنے والا دل ہے وہ پیار والا حصّہ دیکھ لے گا اگر اس کے نفس کا اثر ہو اور جو معترض ہے وہ صرف اعتراض والا حصہ دیکھ لے گا پس جب پیار کرنے والے کو ایسی خواب آتی ہے تو اس میں اعتراض والا حصّہ بھی دکھایا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حصّہ اس کے نفس کا نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے۔

جیسا کہ دوست جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا میں عید کے بعد انفلوائنزا کی وجہ سے بیمار ہو گیا تین چار دِن بخار میں لیٹا رہا میری طبیعت میں بڑی گھبراہٹ بھی تھی کیونکہ امامِ وقت پر بولنے کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے بعض لوگ تو یوں ہی بولتے رہتے ہیں مجھے تعجب آیا کرتا ہے کہ یہ کیسے بڑی جرأت کے ساتھ بولتے چلے جاتے ہیں میں نے تو اپنے نفس میں یہ محسوس کیا

ہے کہ بولنے سے پہلے بے شمار استغفار کرنی پڑتی ہے دعائیں کرنی پڑتی ہیں۔ خیر امام کا مقام اور ہے لیکن یہ درست ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر انسان کی زبان پر پابندی بھی عائد کی ہے۔ غرض دعاؤں اور استغفار اور توبہ کے بعد پھر میں خطبہ جمعہ دیتا ہوں یا اور کوئی تقریر کرتا ہوں یا کوئی بات کرتا ہوں اس کے بغیر تو میں بات نہیں کر سکتا یعنی میرے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ میں استغفار کئے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے بے حد دعاؤں کے بغیر کوئی بات منہ سے نکالوں اور اللہ تعالیٰ بڑی مدد کرتا ہے بڑا پیار کرنے والا ہے بعض دفعہ مثلاً بعد میں بھی کسی کے تسلی نہیں ہوتی یا کوئی معترض اعتراض سنانا شروع کرتا ہے طبیعت میں ایک حجاب پیدا ہوتا ہے بہر حال میں ایک انسان ہوں اور بشری کمزوری میرے ساتھ لگی ہوئی ہے کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔

ایک دفعہ میں نے ایک مضمون بیان کیا اور جب قریب تھا کہ میں اُسے بھیج دیتا میں نے سُنا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں یہ خامی ہے یہ کمزوری ہے چنانچہ میں دعاؤں میں لگ گیا اور اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ مضمون بالکل ٹھیک ہے اور اس کو شائع کرو چنانچہ پھر میں نے اسے شائع کرنے کے لئے بھی بھیج دیا پس اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ایک ایسا مضمون جس میں بڑی وسعت تھی وہ خود ہی سکھا دیا اور چونکہ وہ بالائے وقت ہستی ہے عام لوگ تو بعض دفعہ یہ فقرہ نہیں سمجھ سکتے کہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے بالا ہے۔ یہ وقت اور مکان جو ہیں یہ انسان کا احساس ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو ہے اس کا اِس سے کوئی تعلق نہیں وہ ان چیزوں سے بالا ہے اس کے قدرت کے جلووں میں بعض دفعہ یہ چیز کہ وہ مکان اور وقت سے بالا ہے بڑی نمایاں ہوتی ہے۔ اتنا بڑا مضمون جس کے تیس جزو تھے جن میں سے میں نے اس وقت صرف اٹھارہ dictate (یعنی لکھوا) دیئے تھے یعنی اس خیال سے کہ سنبھالے جائیں میں نے سمجھا کہ یہ مضمون لمبا ہو جانے کی وجہ سے شاید میں تمام مضمون بیان نہیں کر سکوں گا چنانچہ ان میں سے صرف تین بیان کر سکا اور سکھانے والے معلم یعنی اللہ تعالیٰ رب العالمین نے یہ سارا مضمون سکھانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لیا۔ وقت سے بالا قدرت کا جلوہ دماغ کے اوپر آتا ہے اور وہ دماغ کے کونے کونے کو روشن کر جاتا ہے اور ایک مضمون ذہن میں آ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کو ہمارے پہلے جلسوں سے بھی بہت بابرکت کیا اور پہلے جلسوں سے زیادہ بابرکت ہی ہونا چاہئے تھا ورنہ تو ہمارے دل ڈر جاتے اور ہم بڑے پریشان ہو جاتے کہ ہمارا قدم اب آگے کی طرف نہیں ہے، ٹھہر گیا ہے یا پیچھے کی طرف ہے۔ یہ فکر بھی دماغ کو لگی رہتی ہے جس پر ذمہ داری ڈالی جائے کہ جماعت کا قدم ہمیشہ آگے ہی ہو۔

اگرچہ جلسہ سالانہ کے لنگروں سے کھانے والوں کی تعداد میں تو صرف ڈیڑھ ہزار نفوس کی زیادتی ہوئی ہے لیکن جس نگاہ نے جلسہ گاہ اور جمعہ والے دن اور دوسری نمازوں کے وقت ہجوم دیکھا اوران کمزوروں کو بھی دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں جلسہ گاہ میں نہیں تھے راستے میں مجھے ملے وہ وقت پر نہیں پہنچ سکے وہ یقیناً پچھلے سال سے بہت زیادہ تھے۔

پھر وہ دوست جو ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتے بڑی کثرت سے آئے تھے عام اندازہ یہ ہے کہ جلسہ میں کم از کم آٹھ دس ہزار آدمی ایسے ہوں گے جن کا ہماری جماعت کے ساتھ تعلق نہیں پھر ان میں اس دفعہ نمایاں چیز یہ تھی کہ جو لوگ اپنے اپنے علاقے میں مولوی کہلاتے ہیں وہ بھی اپنی پوری ہیئت اور پوری ذہنیت کے ساتھ بڑی کثرت سے آئے اور ان میں سے بہتوں نے جلسہ پر ہی بیعت کر لی اور بیعت کے وقت بعض کو میں نے کہا بھی کہ اگر دُنیوی آرام کے لئے جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہو تو وہ یہاں نہیں ملے گا یہاں تو گالیاں کھانی پڑتی ہیں ماریں کھانی پڑتی ہیں دُکھ اُٹھانے پڑتے ہیں خدا کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ یہ باتیں پہلے سوچ کر جماعت میں داخل ہوں۔ ایک مولوی صاحب جن کے ساتھ میں نے بڑے نمایاں طور پر اور کھل کر یہ بات کی تھی وہ کہنے لگے کہ ''ہُن دیکھیا جائے گا جو ہوئے گا'' بڑا پختہ تھا بہت سوں نے بیعت نہیں بھی کی لیکن اُن پر اثر یہ تھا بات تو چھوٹی سی ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھ کر اتنا لُطف آیا اس چھوٹی سی بات میں کہ میں اس کو بیان کر دیتا ہوں۔

چار غیر احمدی مولوی اکٹھے ایک دوست کے ساتھ آئے تھے غالبًا ایک دوسرے کا سہارا لے رہے ہوں گے کہ ہم میں سے کوئی پھسل نہ جائے بہر حال وہ عام ملاقاتوں میں آئے اور دوستوں نے بتایا کہ یہ ہمارے ساتھ آئے ہیں ہمارے علاقے کے مولوی ہیں میں نے ان سے ایک دو منٹ باتیں کیں مصافحہ کیا چلے گئے دوسری جماعت آ گئی اور پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ

ان میں سے پہلے ایک واپس آیا جو رضا کار وہاں کھڑے تھے انہوں نے اسے روکا لیکن یہ کہے کہ نہیں مجھے جانا ہے میری نظر پڑ گئی میں نے کہا کہ آنے دو اسے۔ چنانچہ اس نے پھر مصافحہ کیا اور چلا گیا پھر دوسرا آ گیا پھر تیسرا آ گیا اور پھر چوتھے کو میں نے روکا اور کہا کہ تم ابھی مصافحہ کر کے گئے ہو پھر دوبارہ آ رہے ہو کہنے لگے ابھی سیری نہیں ہوئی۔

پس اگرچہ انہوں نے بیعت تو نہیں کی لیکن بہر حال کوئی اثر قبول کیا جس کا اس رنگ میں انہوں نے اظہار کیا اب میری یا آپ کی کوشش سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ دل پر ایسا اثر ہو یہ تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہوا پس اللہ تعالیٰ نے بڑے فضل کئے ہیں۔

پھر انتظام کے لحاظ سے بڑے فضل ہوئے ایک تھوڑی سی خرابی یہ ہوئی تھی کہ ایک جگہ پر ہماری بس پر چھوٹے بچوں کو آلہ کار بنا کر بعض فتنہ پردازوں نے پتھراؤ کروایا تھا چنانچہ میں نے وہاں کے افسروں کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ یا تم انتظام کر دو یا ہم انتظام کر دیں گے کیونکہ عورتوں اور بچوں پر پتھر نہیں مارے جائیں گے جو مرد ہیں بڑے وہ تو ماریں کھانے کے بھی عادی ہیں اور پتھر کھانے کے بھی عادی ہیں اور گالیاں سُننے کے بھی عادی ہیں لیکن اگر کسی احمق کو یہ خیال پیدا ہو کہ وہ ہماری عزت پر بھی ہاتھ ڈال سکتا ہے اور عورتوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے تو یہ نہیں ہوگا پس یا تم انتظام کر دو اگر نہیں کر سکتے تو ہمیں بتا دو ہم خود اپنا انتظام کر لیں گے لیکن انہوں نے کہا نہیں آپ فکر نہ کریں اب یہ بات نہیں ہوگی چنانچہ پھر نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے فضل کیا۔

کھانے کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاصا اچھا رہا گو اتنا اچھا ہو گیا ہے اس جلسہ کی وسعت اور عظمت کے لحاظ سے کہ اگر پندرہ منٹ بھی کسی کو دیر سے کھانا ملے تو وہ شکایت لکھ کر بھجوا دیتا ہے۔ جب میں چھوٹا تھا پھر جوان تھا قادیان میں کام کیا کرتے تھے تو مجھے یاد ہے کہ قادیان میں کوئی ایسا جلسہ نہیں گذرا ہوگا یعنی وہاں آخری جلسے تک کہ ہم بارہ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے کھانا کھلانے سے فارغ ہوئے ہوں لیکن اب یہ حال ہے کہ جب میں افسر جلسہ سالانہ ہوتا تھا تو ایک سال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پاس ساڑھے آٹھ بجے یہ شکایت چلی گئی کہ ساڑھے آٹھ بج چکے ہیں اور ہماری جماعت کو ابھی تک کھانا نہیں ملا۔

پس یہ انتظام کی دن بدن جو اس میں Efficiency (ایفیشنسی) اور عمدگی اور خوبی پیدا ہو رہی ہے یہ اس کا نتیجہ ہے اور ہماری یہ کوشش ہے کہ پہلے ساڑھے بارہ بجے بھی کھانے سے فارغ ہوتے تھے تو شکایت نہیں پیدا ہوئی تھی لوگ سمجھتے تھے کہ ہجوم زیادہ ہے (اس کے مقابلے میں تو شاید چوتھائی ہوتا ہوگا ان جلسوں میں) بہر حال ہجوم بڑا ہے رضا کار تھوڑے ہیں اتنا بڑا انتظام نہیں یہ باتیں ہو جایا کرتی ہیں پھر لوگوں نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی فضل کرتا ہے کہ اتنے بڑے وسیع اجتماع کے انتظام بغیر خرچ کے ہو جائیں پھر آہستہ آہستہ انہوں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اتنا فضل کرنے والا ہے اور یہ ان کی سُستی ہے کہ ساڑھے آٹھ بج گئے ہیں اور ہمیں کھانا وقت پر نہیں ملا اور ممکن ہے کہ آئندہ سال یا اس سے آئندہ سال آٹھ بجے یہ شکایت آجائے کہ آٹھ بج گئے ہیں اور ہمیں ابھی تک کھانا نہیں ملا انتظام دن بدن بہتر ہوتا جا رہا ہے اس وقت میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا ہے یعنی یہ نہیں کہ مجھے کچھ بتایا گیا ہو یا میں نے خواب دیکھی ہو۔ بس احساس ہے کہ آئندہ کھانا کھانے والوں کی تعداد میں دس ہزار کی زیادتی ہوگی اور ہمارے انتظام میں سب سے مشکل حصّہ روٹی ہے سالن آسانی سے پک جاتا ہے کوئی دقت نہیں ہوتی ہمارے بھائی اتنے اچھے ہیں کہ جب گوشت کی دیگ ختم ہو جائے تو آدھ گھنٹہ میں دال پک جاتی ہے اور وہ لے لیتے ہیں اور کسی کو کوئی شکوہ نہیں پیدا ہوتا لیکن بہر حال روٹی تو ہونی چاہئے اور وسعت اتنی ہو چکی ہے کہ میرے خیال میں پونے دوسو کے قریب بلکہ اس سے زیادہ شاید سوا دوسو کے قریب تنور لگتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ چار پانچ سو نانبائی اپنے اڈوں سے اُٹھ کر تین چار دن کے لئے اپنا کرایہ خرچ کر کے یہاں آجائیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آتا کیوں ہے یہاں نانبائی کرایہ وہ اپنا خرچ کرتا ہے مثلاً جو ملتان سے آیا ہے اس نے آنے جانے کا کرایہ اپنا خرچ کیا ہے اور تین یا چار دن اس نے یہاں کام کیا اور بمشکل تیس چالیس روپے اس نے کمائے لیکن اب وسعت اتنی ہوگئی ہے کہ شاید ہمارے ملک میں اس طرح اُٹھنے والے نانبائی اتنے میسر ہی نہ آسکیں۔

کئی سالوں سے فکر تھی ہمارے بعض احمدی انجینئرز نے بڑے ہی اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے۔ دوست ان کے لئے دعا کریں ایک مشین تو کراچی میں تیار ہوگئی تھی دوسری مشین جس پر

یہاں انجینئرز لگے رہے ہیں کئی روز متواتر جو بیس گھنٹے انہوں نے کام کیا ہے آخر ایک وہ وقت آیا کہ انسانی جسم تو بہرحال محدود طاقت رکھتا ہے وہ Collapse (کلیپس) کر گیا اور ان کی طبیعت پر بڑا اثر ہوا ہمیں بڑی فکر پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے اللہ تعالیٰ انہیں صحت تو آہستہ آہستہ دے رہا ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے دوست ان کے لئے بھی اور جو دوسرے اخلاص سے کام کرنے والے ہمارے رضا کار ہیں ان کے لئے بھی بہت دعائیں کیا کریں۔

دُعا کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ کے دل میں بھی رضا کارانہ خدمت کا احساس پیدا ہوگا مثلاً جب گھر کا ایک باپ یہ دُعا کرے گا کہ اے خدا! اس طرح بے نفس چوبیس گھنٹے تیری رضا کی خاطر یہ کام کرنے والے رضا کار ہیں تو ان پر اپنے بڑے فضل اور بڑی برکتیں نازل کر تو اس متضرعانہ دُعا کے عین درمیان اسے یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس دُعا سے میرے وہ بچے محروم ہیں جن کو میں نے گھر میں بٹھا لیا تھا اور رضا کارانہ خدمت کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ پس اس دُعا کے نتیجہ میں ہمیں زیادہ تربیت یافتہ اور زیادہ اخلاص سے کام کرنے والے اور رضا کار بھی مل جائیں گے اور پھر جن کا حق ہے کہ انہوں نے ہماری طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی خدمت کی ہم اللہ کے حضور کہیں کہ اے خدا! تو ان پر زیادہ سے زیادہ فضل اور رحم کر اور بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔(النّحل:۹۸)

مجموعی طور پر جو سب سے اچھے کام کرنے والے رضا کار اس جلسے میں تھے سارے رضا کاروں کو اسی کے مطابق جزا دے دے ایک جان ہو کر سارے کام کر رہے تھے۔

یہ بھی بڑا فضل ہے اتنے بڑے مجمع کے لئے سوائے ان مزدوروں کے یا ان غیر احمدی نانبائیوں وغیرہ کے بعض ایسے کام ہوتے ہیں جن کے لئے احمدی ملتے نہیں یا بعض ایسے کام ہیں کہ احمدی ہیں اور بڑے تھوڑے کام ہیں جن میں ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو پیسے ملنے چاہئیں ان سے رضا کارانہ خدمت نہیں لینی چاہئے ان کے علاوہ ہزاروں آدمی دن رات لگے ہوئے ہیں نہ اپنی ہوش ہے نہ اپنے کھانے کی، نہ اپنے آرام کی، نہ اپنے لباس کی ہر وقت کام میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا فضل اور رحم ہے کہ دل کے اندر اس نے خدمت کا یہ جذبہ پیدا کیا ہے اور توفیق دی ہے اپنی اس جماعت کے بالکل نوعمر افراد کو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس

طرح خدمت کریں اب بھی یہی ہوتا ہے چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں ہم اُنکی عمر کے لحاظ سے ان کو یہ کام دے دیتے ہیں کہ جاؤ تنوروں سے روٹیاں اُٹھاؤ اور جہاں ہم نے اکٹھی کرنی ہیں یا جہاں سے تقسیم کرنی ہیں وہاں لے جاؤ اس میں بڑی عمر کے آدمیوں کی ضرورت نہیں چنانچہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے بھمبیری کی طرح چکر لگا رہے ہوتے ہیں نہ دن کو دن سمجھتے ہیں نہ رات کو رات اور کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہماری جماعت کی کوئی خُوبی یا کسی فرد کی خوبی نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس کی رحمت ہے جو جلسہ کے ایام میں مختلف شکلوں میں نازل ہوتی ہے کہ دلوں کے اندر ایک سکون ایک اطمینان ایک خوشی ایک احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور اپنے فضلوں سے ہمیں نواز رہا ہے اور آسمان سے برکتیں نازل ہو رہی ہیں یہ میرا یا آپ کا کام نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور وہ کرتا ہے اور بڑے فضل کرتا ہے زبانیں کھولتا ہے دماغ روشن کرتا ہے کانوں کی کھڑکیوں کو فراخ کرتا ہے دلوں کے راستوں کو صاف کرتا ہے پھر دلوں پر اثر ہوتا ہے یہ ساری چیزیں ہوتی ہیں غرض اللہ تعالیٰ کے فرشتے کام کر رہے ہوتے ہیں اور جب اتنا بڑا کارخانہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا ہمارے لئے کام کر رہا ہو اور ہمیں بھی گھسیٹ کر اپنے ساتھ کام پر لگالے تو اس کے بعد ہمارے دل اس کی حمد سے معمور کیوں نہ ہوں گے اور اس کے بعد ہمارے دل میں اس کے شکر کے جذبات سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں کیوں نہ ماریں گے۔

الحمد للہ پڑھیں بہت الحمد للہ پڑھیں کہ حمد اور شکر کے نتیجہ میں انسان بہتر اور بڑے فضل کا وارث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حمد کی بھی توفیق دے دُعا کی بھی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ ہمارا ہر قدم نہ صرف یہ کہ پہلے سالوں سے آگے بڑھنے والا ہو بلکہ دو پیروں کا فاصلہ بھی زیادہ لمبا ہو یعنی صرف پہلے سال کی نسبت سے اللہ کے فضلوں میں زیادتی نہ ہو بلکہ دُگنی تگنی چوگنی زیادتی کے ساتھ ہر سال آئے۔ یہ سال جس میں ہم داخل ہو رہے ہیں، ہے بڑا اہم یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے بعض ایسے سامان پیدا کرے گا جن کو ہم اس وقت سونگھ تو رہے ہیں لیکن پہچان نہیں رہے۔ نیا سال آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

”وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ“ (یونس :٦)

بہت سا مضمون یہاں بیان ہوا ہے لیکن ایک یہ ہے ’’مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ‘‘ (یونس:۶)

کہ تمام کارخانہ عالم وقت کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ عَدَدَالسِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ہے نا کہ یہ کائنات یہ دُنیا یہ عالمین جو وقت کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کا یہ جلوہ دکھایا ہے۔ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ (یونس:۶)

میں نے بتایا ہے یہ مضمون بڑا وسیع ہے میں اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا لے رہا ہوں کہ انسان کی بدلی ہوئی حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ سلوک ہوتا ہے۔ حق کے معنے ہی یہ ہوتے ہیں یعنی موافقت کے۔ انسان جب ایک سال ترقی کرتا ہوا سال کو ختم کرتا ہے تو نئے سال میں داخل ہونے والا زید وہ زید نہیں ہوتا جو پچھلے سال میں داخل ہوا تھا بدل چکا ہوتا ہے اپنی تربیت میں اپنے اخلاص میں اپنی قربانیوں کے نتیجہ میں وہ ایک اور ہی انسان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ اگر تم اور نیک انسان بنو گے اور زیادہ اخلاص رکھنے والے انسان بنو گے اور زیادہ مجھ سے محبت کرنے والے انسان بنو گے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور زیادہ فدائی بنو گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور زیادہ پیار کرنے والے بنو گے تو میں اِلَّا بِالْحَقِّ یعنی میں ایک نئی شان کے ساتھ تم پر جلوہ گر ہوں گا اور تمہاری بدلی ہوئی نیک حالت کے مطابق بدلے ہوئے سامان پہلے سے بہتر محبت کا اظہار میں تم سے کرنے والا ہوں گا ایک نئے دور میں تم داخل ہو گے وہ دور تمہارے لئے بہتر ہوگا خدا کرے کہ جس طرح پچھلے سال ہم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ دیکھا کہ فساد کے ایام میں ڈرتے ہوئے دلوں کے ساتھ ہم پچھلے سال ہی داخل ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہم پر نازل ہو رہی تھی جب تیاری کر رہے تھے جلسہ کے دنوں میں سال رواں میں داخل ہونے کی۔

پس خدا کرے کہ جس طرح وہ فرق ہماری طبیعتوں اور ذہنوں نے محسوس کیا کہ جو فرق پچھلے سال کی ابتداء اور انتہاء میں تھا خدا کرے کہ سال رواں کی انتہاء اپنی رحمتوں میں اس قدر عظیم ہو کہ جس وقت ہم وہاں پہنچیں تو یہ ابتداء جو اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی رحمتوں پر مشتمل ہے یہ جو ہم نے پایا ہمیں اس طرح نظر آئے کہ جس طرح وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کتنا فضل

کیا کہ ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ اس نے عطا دی وہ بڑی قدرتوں والا اور بڑا پیار کرنے والا ہے خدا کرے کہ ہمارے دل اور ہمارے دماغ اور ہماری روح اس سے محبت کریں اور اس کے پیار کے متلاشی ہوں اور اس کی محبت میں ایک دیوانہ اور مست بن جائیں اور خدا کرے کہ وہ ہمیں پہلے سے زیادہ رحمتوں کا اہل پائے اور پھر اپنی بے شمار رحمتیں ہمیں عطا کرے کہ وہ سب قدرتوں والا ہے۔

جمعہ کی نماز پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے فرمایا:-

میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے لڑکے عزیزم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد کو اللہ تعالیٰ نے وقف زندگی کی توفیق دی تھی انہوں نے ڈاکٹری کی، کچھ عرصہ یہاں ہسپتال میں کام کیا اب اللہ کے فضل سے وہ مزید تعلیم کے لئے رخصت پر اپنے خرچ پر انگلستان جا رہے ہیں یہاں سے اُن کی آج روانگی ہوگی اور غالبًا کل لاہور سے ہوائی جہاز کے ذریعہ روانہ ہو جائیں گے۔

میری یہ خواہش ہے اور درخواست ہے کہ آپ بہت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں اور ان کی عقل میں برکت ڈالے اور ان کے جذبہ خدمت کو بہت بڑھائے اور اللہ تعالیٰ انہیں وہاں اپنی امان میں رکھے اور امان میں رکھے ہم سب کو جہاں بھی ہم ہوں اور خیریت سے ان کو واپس لائے اور ایک پیار کرنے والے ہمدرد اور غم خوار طبیب حاذق کی طرح انہیں اپنوں اور غیروں کی خدمت کی توفیق ملے۔

اب میں دُعا کروں گا آپ بھی دُعا کریں اللہ تعالیٰ ہر طرح ان کے سفر کو بابرکت کرے۔ آمین

(از رجسٹر خطباتِ ناصر۔ غیر مطبوعہ)